

الدفاع فی الاسلام

ابو سلمان شاہ جہانپوری

اسلام کے شرعی واجبات و فرائض میں ایک نہایت اہم اور اکثر حالتوں میں ایمان و کفر تک کا فیصلہ کر دینے والا فرض جہاد ہے لیکن جہاد کی حقیقت کی نسبت سخت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد کے معنی صرف لڑنے کے ہیں۔ مخالفین اسلام بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ ایسا سمجھنا اس عظیم الشان مقدس حکم کی عملی وسعت کو بالکل محدود کر دیتا ہے۔

”جہاد“ کے معنی کمال درجہ کوشش کرنے کے ہیں۔ قرآن و سنت کی اصطلاح میں اس کمال درجہ سعی کو جو ذاتی اغراض کی جگہ حق پرستی اور سچائی کی راہ میں کی جائے ”جہاد“ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ یہ سعی زبان سے بھی ہے، مال سے بھی ہے، اتفاق وقت و عمر سے بھی ہے، محنت و تکالیف برداشت کرنے سے بھی، اور دشمنوں کے مقابلے میں لڑنے اور اپنا خون بہانے سے بھی ہے۔ جس سعی کی ضرورت ہو اور جو سعی جس کے امکان میں ہو اس پر فرض ہے اور جہاد فی سبیل اللہ میں لغت و شرع، دونوں اعتبار سے داخل۔ یہ بات نہیں ہے کہ ”جہاد“ سے مقصود مجرد لڑائی ہی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو جہاد کا اطلاق اعمال قلبی و لسانی پر نہ ہوتا حالانکہ کتاب و سنت ایسے اطلاقات سے لبریز ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا قول صاحب اقتناع نے نقل کیا ہے جو حقیقت جہاد کے بارے میں قول فیصل و جامع ہے۔

الامر بالجهاد منه ما يكون بالقلب كالعزم عليه او منه ما يكون باللسان كالدعوة الى الاسلام والحجة والبيان والرأى

— ۴۴ —

و التدبیر فی ما فیہ نفع المسلمین - و بالبدن ای القتال بنفسه
فیجب الجہاد بغایۃ ما یمکنہ من ہذہ الامور (جلد ۱-۶۵۳)

دشمنوں کی فوج سے خاص وقت ہی میں مقابلہ ہو سکتا ہے، لیکن
ایک مومن انسان اپنی ساری زندگی اور زندگی کی ہر صبح و شام جہاد
حق میں بسر کر سکتا ہے۔

مشہور حدیث ہے۔ المجاہد من جاہد نفسه فی ذات اللہ ،
و المهاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ ۔

سورہ الفرقان میں ہے۔ کفار کے مقابلہ میں بڑے سے بڑا جہاد کرو۔

فلا تطع الکافرین و جاهدہم بہ جہاداً کبیراً ۔

پس کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ اور ان سے بڑے سے بڑا جہاد
کرو۔

سورہ الفرقان بالاتفاق مکی ہے اور معلوم ہے کہ جہاد بالسیف یعنی لڑائی
کا حکم ہجرت مدینہ کے بعد ہوا۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ مکی زندگی میں
کون سا جہاد تھا جس کا اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے ؟ جہاد بالسیف تو
ہو نہیں سکتا، یقیناً وہ حق کی استقامت اور اس کی راہ میں تمام مصیبتیں اور
شدتیں جھیل لینے کا جہاد تھا۔ مکی زندگی میں جس طرح یہ جہاد جاری رہا،
سب کو معلوم ہے۔ حق کی راہ میں دنیا کی کسی جماعت نے ایسی تکلیفیں
اور مصیبتیں نہ اٹھائی ہوں گی، جیسی اللہ کے رسول اور آپ کے ساتھیوں نے
مکی زندگی میں برداشت کیں۔ اسی پر جہاد کبیر کا اطلاق ہوا۔

اسی طرح منافقوں کے ساتھ بھی جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔

جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم (۹۶: ۹)

حالانکہ منافق تو خود اسلام کے ماتحت مقہورانہ و محکومانہ زندگی بسر کر رہے تھے، ان سے جنگ و قتال کی ضرورت ہی نہ تھی اور نہ ان سے کبھی جنگ کی گئی۔ سو یہ جہاد بھی تبلیغ حق و اتمام حجت و مقاومت فساد کا جہاد تھا جو قلب و زبان سے تعلق رکھتا ہے۔

بخاری و ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ”هل على النساء جهاد؟“ کیا عورتوں کے لئے بھی جہاد ہے؟ فرمایا ”نعم جہاد، لا قتال فيه۔ الحج والعمرة“ ہاں! جہاد ہے۔ مگر اس میں لڑنا نہیں ہے۔ حج اور عمرہ۔ اس حدیث میں اس سعی اور ترک وطن کی محنت کو جو حج و عمرہ میں پیش آتی ہے، عورتوں کے لئے جہاد فرمایا اور کہا ایسا جہاد جس میں لڑائی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے الگ کر دینے کے بعد بھی حقیقت ”جہاد“ باقی رہتی ہے۔

اگر امت کے لئے دفاع و جنگ کا وقت آ گیا، یا کسی جماعت مفسدین پر امام نے حملہ کیا تو ایسے وقتوں میں بھی صرف نفس جنگ ہی نہیں بلکہ سعی و کوشش کی ساری باتیں شریعت کے نزدیک جہاد ہیں۔ جس کی طاقت میں جنگ کرنا نہیں ہے اور اس نے مال دیا تو وہ بھی مجاہد ہے۔ جس نے زبان سے دعوت و تبلیغ کی وہ بھی مجاہد ہے۔ جس نے اس راہ میں اور کسی طرح کی محنت و تکلیف اٹھائی، وہ بھی مجاہد ہے۔ البتہ ایسے وقتوں میں اگر کوئی مسلمان لڑائی کی طاقت رکھتا ہے اور اس سے پہلو تہی کر لے تو اس کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔ اس کا شمار مومنوں کی بجائے منافقوں میں ہو گا۔ جو مال دے سکتا ہے اور نہ دیا تو وہ بھی ایمان و اخلاص کی زندگی سے نکل گیا۔ زمین پر گو مسلمان کہلائے، پر اللہ کے حضور منافق کہلائے گا۔ جس شخص کی زبان اعلان حق اور دعوت الی الجہاد میں کھل سکتی ہے مگر نہ کھلی، اس نے بھی ایمان چھوڑ کر نفاق کی راہ اختیار کر لی۔ گو شیطان حیل اور نفس خادع اس کو ہزاروں فریب دیتا رہے۔ ترمذی اور ابو داؤد میں ہے۔

» افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر «

سب سے زیادہ فضیلت رکھنے والا جہاد وہ کلمہ حق ہے۔ جو شاہان جور و ظلم کے سامنے بے باک نہ کہا جائے۔

اور پھر ان سب سے بالاتر مرتبہ ان مجاہدین کاملین اور اصحاب عزیمت کا ہے جن کی زندگی سر تا سر جہاد فی سبیل اللہ اور جن کا وجود یکسر خدمت حق و شیفگی صدق و عشق دعوت ہے جو اس عمل مقدس کے لئے کسی خاص صدائے نفیر اور اعلان وقت کے منتظر نہیں رہتے بلکہ ہر صبح جو ان پر آتی ہے 'جہاد فی سبیل اللہ کی صبح ہوتی ہے اور شام کی تاریکی جو ان پر پھیلتی ہے وہ اسی راہ کی شام ہوتی ہے۔ اس کی زندگی پر کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جو جہاد کے مرتبہ علیا و فضیلت عظمیٰ کے اجر و ثواب سے خالی ہو۔

کائنات ہستی کے ہر عمل کی طرح یہ عمل بھی تین عنصروں سے مرکب ہے۔ دل، زبان، اعضا و جوارح۔ سوان کا دل ہمیشہ عشق حق اور عزم، مقصد کی آتش شوق میں پھٹکتا رہتا ہے۔ ان کی زبان ہمیشہ یہ اعلان حق و دعوت الی اللہ میں سرگرم رہتی ہے۔ ان کے ہاتھ اور ان کے تمام جوارح کبھی اس راہ کی سعی و محنت سے نہیں تھکتے۔ اس کے بعد جہاد کا کون سا کام رہ گیا جو انہوں نے نہیں کیا؟ اور اس راہ کا کون سا مرتبہ رہ گیا جو انہوں نے نہیں پایا؟ افضل الجہاد کلمہ حق عند سلطان جائز

جہاد کی اس حقیقت کو سامنے رکھ کر غور کرو! انسانی اعمال کی کون سی بڑائی اور عظمت ہے، جو اس کے دائرہ سے باہر رہ گئی؟ اور عروج انسانی کی ہدایت و سعادت کا کون سا عمل حق ہے جو اس کے بغیر انجام پا سکتا ہے؟ پس یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اس کی اہمیت و فضیلت پر اس قدر زور دیا کہ ساری نیکیاں، ساری عبادتیں اس سے پیچھے رہ گئیں۔ سب کا حکم شاخوں کا ہوا۔ جڑ یہی عمل قرار پایا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل فضیلت ہو سکتی ہے کہ خود اللہ کے رسول نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم

احیا، ثم اقتل ثم احیا، ثم اقتل (رواہ البخاری) =

— ۴۳ —

خدا کی قسم ! اگر ممکن ہوتا تو میں چاہتا کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں ، پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں ، پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں ، تاکہ اس کی راہ میں جان دینے کی لذت و سعادت ایک مرتبہ میں ختم نہ ہو جائے ۔

جہاد کی قسمیں

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد صرف جنگ و قتال کا نام نہیں بلکہ جہاد کی بہت سی قسموں میں سے ایک قسم ”قتال“ ہے اور اس کی بھی دو صورتیں ہیں ۔ ”ہجوم“ اور ”دفاع“ یعنی (Offensive) اور (Defensive) ۔

در اصل ہجوم کی بنیاد بھی دفاع ہی ہے ۔ یعنی جب تک دنیا میں عالمگیر صلح و امن اور عام اخوت قائم نہ ہو جائے ضروری ہوا کہ حریف اور مفسد قوتوں سے ہمیشہ مقابلہ جاری رکھا جائے ۔ اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو دشمن مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیں گے اور اسلام کی اشاعت اور اس کے مشن کی تبلیغ و تکمیل میں ہمیشہ مائع ہوں گے ۔

شرعاً قتال کی پہلی صورت (یعنی ہجوم و مقابلہ کا دائمی سلسلہ) فرض کفایہ ہے بحکم ”وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ“ ضروری نہیں کہ بیک وقت ہر مسلمان اس میں حصہ لے ۔ ہر عہد اور ہر ملک میں مسلمانوں کی ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہئے جو یہ فرض انجام دیتی رہے۔ اگر ایک جماعت یہ فرض انجام دیتی رہی ہے تو کافی ہے جو مسلمان شریک ہوگا ، اس کے لئے بڑا اجر ہے جو شریک نہ ہوگا اس کے لئے کوئی گناہ نہیں ۔

حقیقت حکم دفاع

یہ صورت تو اس قتال کی ہوئی جس کی صورت حملہ و ہجوم کی ہوگی ، دوسری قسم ”دفاع“ ہے ۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ جب کبھی کسی مسلمان

حکومت یا کسی مسلمان آبادی پر کوئی غیر مسلم گروہ حملہ کرے تو یکے بعد دیگرے تمام دنیا کے مسلمانوں پر شرعاً فرض ہو جاتا ہے کہ دفاع (ڈیفنس) کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس حکومت اور آبادی کو غیر مسلم قبضہ سے لڑ کر بچائیں۔ اگر فوری قبضہ ہو گیا ہے تو اس سے نجات دلائیں اور اس کام کے لئے اپنی ساری قوتیں اور ہر طرح کی ممکن کوششیں وقف کر دیں۔ اس بارے میں قرآن و حدیث کے احکام اس کثرت سے موجود ہیں اور اسلامی فرائض میں یہ فرض اس درجہ مشہور فرض ہے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی مسلمان اس سے ناواقف نکلے۔ یہی باہمی مددگاری و یابوری اور دفاع اعداء کا قانون ہے جس پر اسلام نے شریعت و امت کی حفاظت کی ساری بنیادیں استوار کی ہیں۔

یہ فرض کفایہ نہیں ہے بلکہ بالاتفاق مثال نماز روزہ کے ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ ایک گروہ کے دفاع کرنے سے باقی مسلمان بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ایک گروہ کے نماز پڑھ لینے کے باقی مسلمانوں کے ذمہ نماز ساقط نہیں ہو جاتی۔

ہدایہ میں ہے۔

الآن یكون النفیر عاماً فحينئذ یصیر من فروع

الاعیان۔

”نفیر“ ”نفر“ سے ہے۔ ”نفر“ کے معنی ہیں تیزی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ دوڑ جانا۔ ہر قوم کے ایسے بلاولے اور اجتماع پر جو لڑائی کے لئے ہو ”نفیر“ کا اطلاق ہوا۔ قرآن میں ہے ”انفروا خفاً و ثقلاً“ اور ”الاتنفروا“ مطلب یہ ہے کہ اگر حفظ و دفاع کی ضرورت سے عام اجتماع و قیام کا وقت آ گیا، تو پھر جنگ کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ ابن ہمام اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

هذا اذا لم یکن النفیر عاماً فاذا کان النفیر عاماً بأن

هجموا على بلدة من بلاد المسلمين ، فيصبر من فروض
الاعيان سواء كان المستنفر عادلاً أو فاسقاً ۔

(فتح القدير ۳ : ۲۸۶)

فرض کفایہ کی صورت اس وقت تک ہے کہ نفیر کی حالت نہ ہو
لیکن اگر مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر پر غیر مسلموں
نے حملہ کر دیا تو اس وقت جنگ کرنا ہر مسلمان پر فرض عین
ہو جائے گا خواہ جنگ کے لئے دعوت دینے والا عادل ہو یا فاسق ۔
اور عنایہ میں ہے :

ثم الجهاد يصير فرض عين عند النفير العام على من
يقرب من العدو وهو يقرب عليه ۔

(مجموعہ فتح القدير ۳ : ۲۸۱)

اور اگر نفیر عام کی حالت ہو ، تو جہاد کرنا ان مسلمانوں پر
فرض عین ہو جائے گا ۔ جو دشمن سے قریب ہوں اور اس پر قابو
رکھتے ہوں ۔

اسی طرح سراجیہ ۔ رد المحتار ۔ شامی وغیرہ تمام کتب فقہ میں ہے ۔

” اذا جاء النفير انما يصير فرض عين على من يقرب من
العدو“ اور ” الجهاد فرض كفاية اذا لم يكن النفير عاماً ،
فاذا قام به البعض ، يسقط عن الباقيين ۔ فاذا صار النفير
عاماً ، فحينئذ يصير من فروض الاعيان “ الخ ۔

حملہ و ہجوم کے دائمی جہاد میں (جب قتال فرض کفایہ ہوتا ہے)
بعض جماعتیں مستثنیٰ ہوتی ہیں مثلاً عورتیں اور نوکر ، عورتوں کے لئے شوہر
کی خدمت اور نوکر کے لئے آقا کی خدمت مقدم ہے لیکن اگر دفاع کی صورت پیش
آگئی ہو تو اس کی فرضیت ایسی ہمد گیر اور بالاتر ہے کہ بچوں اور معذوروں

کے سوا کوئی گروہ، کوئی فرد مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ بیوی بلا شوہر کی اجازت کے نکل کھڑی ہو، غلام بلا آقا کی اذن کے مشغول جہاد ہو جائے۔

امام بخاری نے باب باندھا ہے ”وجوب النفیر“۔ یعنی جب حفظ ملت کی ضرورت پیش آ جائے تو قتال کے لئے سب کا اٹھ کھڑا ہونا واجب ہے۔ پھر آیت ”انفروا خفاً و ثقلاً“ اور مالکم اذا قیل لکم انفروا الخ سے وجوب پر استدلال کیا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابن عباس کی روایت درج ہے۔

”لا هجرة بعد الفتح ولكن جهاد ونية وإذا استنفرتم فاستنبروا“

یعنی وہ جو اوائل اسلام میں ایک خاص طرح کی ہجرت فرض ہوئی تھی تو فتح مکہ کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ جہاد اور عزم جہاد قیامت تک باقی ہے۔ تو جب جمع ہونے کے لئے پکارے جاؤ جمع ہو جاؤ اور جہاد کرو۔

فتح الباری میں ہے۔

« الا أن تدعو الحاجة إليه أن كان يدهم العدو وبتعين على من عينه الامام »
(جلد ۶ : ۲۸)

اور موطا امام مالک میں ہے

إذا كان الكفار مستقرين بلادهم فالجهاد فرض كفاية،
ان اقام به بعضهم سقط الحرج على الباقيين و اذا قصدوا
بلادنا و استنفر امام المسلمين، وجب على الاغنياء

یعنی اگر کفار اپنے اپنے ملک میں ہیں، مسلمانوں پر حملہ آور نہیں ہوئے ہیں گو اس حالت میں جہاد فرض کفایہ ہے لیکن جب وہ ہمارے ملکوں کا قصد کریں اور امیر اسلام نفیر کا اعلان کرے تو پھر فرض عین ہو جائے گا۔ (مسلسل)